فقہ اسلامی کے تناظر میں قبضہ کی جدید صورتوں کا تحقیقی جائزہ

The Possesion and its Modern types from Perspective of Islamic Jurisprudence

مسعود الرحمن [i] ڈاکٹر حافظ صالح الدین [ii]

Abstract

Being a follower of the Islamic ideology, it is not legal for a Muslim to live a life beyond the stated limits of the Islamic values; rather it is necessary to follow the Islamic values in every walk of life. However, we can see how social dealings and day to day affairs went side by side with the Islamic obligations in the life of Muhammad (S.A.W) and his followers. Purchasing and selling is one of those aspects which the Holy Prophet (S.A.W) had adopted in his life. Islam has promulgated very balance and appropriate principles for purchasing and selling in which both the purchaser and the seller have been considered properly in order to seek consent on both sides, and consequently nothing goes against their consent to keep them safe from cheating. Therefore, all those forms of purchasing and selling are illegal in Islamic laws in which there is cheating, imposture, or the cause of sins leading to a clash between the parties. In this article, the meaning of seizure, dealing before seizure and the four tenets (Hānāfī, Shāfī, Hānbālī and Mālīkī) have been brought under discussion in light of the relevant Hadiths. Moreover, modern seizure and its kinds have also been highlighted, and at the end inferences have been added.

Key words: Possession, Islamic Jurisprudence, Illegal Purchasing

تمہید

اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو اسلام میں مکمل داخل ہونے کا حکم فرمایا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً"[1]

---

i پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

ii چیئرمین، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

"اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ۔"

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات اور معاشرتی زندگی میں بھی کتاب وسنت پر عمل پیرا ہو، زندگی کے تمام شعبوں میں دین اسلام کی پیروی ضروری ہے۔ سیرتِ رسول ﷺ اور حیاتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں جس طرح عبادات کے اصول موجود ہیں، اسی طرح معاملات اور معاشرتی زندگی کے رہنما اصول بھی ملتے ہیں۔ معاملات کا اہم جز خرید وفروخت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بذات خود تجارت کا پیشہ اپنایا تھا۔

اسلام نے خرید وفروخت سے متعلق نہایت مناسب اور متوازن اصول مقرر کیے ہیں، جن میں بائع اور مشتری کے جذبات کا پورا پورا خیال رکھا گیا۔ تاکہ تجارت اور خرید وفروخت میں طرفین پر ان کی رضامندی کے بغیر کوئی معاملہ مسلط نہ کیا جائے، ان کو آپس کے معاملہ میں دھوکہ دہی اور چالبازی سے محفوظ رکھا جائے۔ لہذا خرید وفروخت کی وہ تمام صورتیں ناجائز قرار دی گئی ہیں جن میں کسی نہ کسی صورت میں دھوکہ پایا جاتا ہو، یا خرید وفروخت کسی معصیت کا سبب بنے اور آئندہ جانبین کے درمیان نزاع اور جھگڑے کا سبب بنے۔

زیر نظر آرٹیکل میں خرید وفروخت میں قبضہ کرنے کا مفہوم، قبضہ سے پہلے بیع کی ممانعت سے متعلق جتنے احادیث وارد ہوئے ہیں، ان کا تذکرہ کرنے کے ساتھ مذاہب اربعہ کو بسط کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ نیز قبضہ کی جدید صورتوں کا حکم مذاہب اربعہ کی روشنی میں درج کیا گیا ہے۔ آخر میں آرٹیکل سے اخذ شدہ نتائج بھی ذکر کئے گئے ہیں۔

قبضہ کرنے کا مفہوم

مبیعہ قبضہ کرنے کی دو صورتیں ہیں: ایک حقیقی قبضہ اور دوسرا حکمی قبضہ

قبضۂ حقیقی کا مطلب یہ ہے کہ مشتری خود مبیعہ پر قابض ہو، جب کہ حکمی قبضہ سے مراد یہ ہے کہ بائع مبیعہ کو اپنی ملکیت سے ایسا جدا کردے کہ خریدار جب چاہے اس پر بغیر کسی مشقت کے تصرف کرنے پر قادر ہو۔ اس دوسری قسم کو فقہاء تخلیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں سے جو صورت بھی پائی گئی، قبضہ تام ہو جائے گا۔ اس کی تشریح علامہ کاسانی نے یوں کی ہے:

"وَلَايُشْتَرَطُ الْقَبْضُ بِالْبَرَاجِمِ؛ لِأَنَّ مَعْنَى الْقَبْضِ هُوَ التَّمْكِينُ وَالتَّخَلِّي وَارْتِفَاعُ الْمَوَانِعِ عُرْفًا وَعَادَةً حَقِيقَةً"[2]

"ہاتھ کے پوروں کے ساتھ قبضہ کرنا شرط نہیں، کیونکہ قبضہ کا مطلب قدرت دینا، سامان کو خریدار کے پاس چھوڑ دینا اور عرف اور عادت میں حقیقی طور پر موانع اور رکاوٹیں دور ہونا، قبضہ کہلاتا ہے۔"

البتہ مبیعہ کی مناسبت سے قبضہ بھی مختلف ہوتا رہتا ہے۔ اس کے متعلق علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

"أَنَّ التَّخْلِيَةَ قَبْضٌ حُكْمًا لَوْ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَيْهِ بِلَا كُلْفَةٍ لَكِنَّ ذَلِكَ يَخْتَلِفُ بِحَسَبِ حَالِ الْمَبِيعِ"[3]

"بے شک تخلیہ حکم کے اعتبار سے قبضہ شمار ہوتا ہے بشرطیکہ وہ بغیر کسی تکلیف کے اس پر قادر ہو، لیکن مبیعہ کی حالت کے ساتھ مختلف ہوتا ہے۔"

مبیعہ قبضہ کرنے میں عُرف کا اعتبار

مبیعہ کے مختلف ہونے سے قبضہ کا حکم بھی مختلف ہوتا رہتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبضہ میں عرف و رواج کا اعتبار کیا جائے گا، قبضہ کے بغیر مبیعہ بیچنے کی ممانعت سے متعلق جتنی روایات ہیں، ان میں قبضہ کی کوئی خاص نوعیت معلوم نہیں اور نہ اس قبضہ کی کوئی حد متعین ہے۔ زمانہ کے اعتبار سے حالات، عادات اور محاورات جدا ہوتے رہتے ہیں۔ عرف اور رواج کے مطابق حقیقی طور پر رکاوٹیں دور ہونے کو قبضہ کہا جاتا ہے۔

قبل القبض مبیعہ بیچنے کی ممانعت سے متعلق احادیث

قبل القبض مبیعہ بیچنے کی نہی سے متعلق درجہ ذیل احادیث مروی ہیں:

1. "مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ"[4]

"جس شخص نے کھانے کی کوئی چیز خریدی تو پورا وصول کرنے سے پہلے اس کو نہ بیچے۔"

2. "مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَه"[5]

"جس نے کھانے کی کوئی چیز خریدی تو قبضہ کرنے سے پہلے وہ اس کو آگے نہیں بیچ سکتا۔"

3. "مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ"[6]

"جس نے کھانے کی کوئی چیز خریدی تو اس کو نہیں بیچ سکتا جب تک اس کو کیل نہ کرے۔"

4. "كُنَّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تعالى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ، فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيه، إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ، قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ"[7]

"ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کھانے کی چیزیں خریدتے تھے، تو بائع (اول) اپنا قاصد بھیجتا تاکہ خریدنے سے پہلے پہلے وہ اس مکان سے مبیعہ منتقل کرنے کا حکم کرے جہاں پر مشتری نے خریدا ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

5. "مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَه"[8]

"جو کوئی اشیاء خوردنی خریدے تو جب تک اس پر قبضہ نہ کرے، اس کو نہیں بیچ سکتا۔"

6. "عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَأْتِينِي الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي الْبَيْعَ لَيْسَ عِنْدِي مَا أَبِيعُهُ ثُمَّ أَبِيعُهُ مِنَ السُّوقِ فَقَالَ: لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ"[9]

"حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس کوئی شخص آتا ہے تو مجھ سے (مبیعہ کے) بیچنے کے بارے میں پوچھتا ہے، میرے پاس وہ چیز موجود نہیں ہوتی جس کو میں بیچنا چاہتا ہوں، پھر میں اس کو بازار سے خرید کر بیچ دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز تیرے پاس موجود نہ ہو اس کو نہ بیچو۔"

حضرت حکیم بن حزامؓ کی روایت محدثین نے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ نقل کی ہے، امام ترمذیؒ نے حدیث نقل کرنے کے بعد اس پر حسن صحیح کا حکم لگایا ہے[(10)]۔

7. سیدنا زید بن ثابتؓ سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان منقول ہے:

"نَهَانَا أَنْ نَبِيعَ السِّلَعَ حَيْثُ تُبْتَاعُ، حَتَّى تَحُوزَهَا التُّجَّارُ إِلَى رِحَالِهِمِ"[11]

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس جگہ سامان بیچنے سے منع فرمایا جہاں اس کو خریدا جائے، جب تک خریدنے والا اس کو اپنے مکان میں منتقل نہ کردے۔"

اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ امام حاکمؒ نے بھی نقل کر کے صحیح کہا ہے[(12)]۔

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبضہ سے متعلق احادیث دو قسم کی ہیں، ایک وہ ہیں جن میں بیع قبل القبض کے ناجائز ہونے کو الطعام کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔ دوسری قسم وہ احادیث ہیں، جو مطلق عن الطعام ہیں، یعنی جن میں الطعام کی کوئی قید نہیں۔ روایات میں الفاظ کے اختلاف کی وجہ سے فقہاء کرام کے قبل القبض مبیعہ کے خرید و فروخت میں بھی اختلاف ہے، قبضہ سے پہلے مبیعہ بیچنے کی بابت بنیادی تین اقوال ہیں:

امام مالکؒ کا مسلک

امام مالکؒ کے نزدیک اشیاء خوردنی کو قبل القبض بیچنا جائز نہیں، اس کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں، ان کی بیع قبضے سے پہلے جائز ہوگی:

"وَجَازَ لِمَنْ مَلَكَ شَيْئًا بِشِرَاءٍ أَوْ غَيْرِهِ الْبَيْعُ لَهُ قَبْلَ الْقَبْضِ لَهُ مِنْ مَالِكِهِ الْأَوَّلِ إِلَّا طَعَامَ الْمُعَاوَضَةِ فَلَا يَجُوزُ بَيْعُهُ قَبْلَ قَبْضِهِ"[13]

"جو شخص کسی چیز کا مالک بن جائے چاہے بیع کے ساتھ ہو یا بغیر، تو اس کے لیے جائز ہے کہ مالک اول (بائع) سے قبضہ کیے بغیر مبیعہ بیچ دے، البتہ کھانے کی چیز جو عوض کے بدلے ہو تو اس کی بیع قبل القبض جائز نہ ہوگی۔"

علامہ خلیل بن اسحاق مالکیؒ فرماتے ہیں:

"وَجَازَ الْبَيْعُ قَبْلَ القبض إلا مطلق طعام المعاوضة"[14]

"خوردنی اشیاء جو عوض کے ساتھ لی گئی ہوں، کے علاوہ دیگر اشیاء قبل القبض فروخت کرنا جائز نہیں۔"

واضح رہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک کھانے پینے کی چیزیں قبضہ سے پہلے اس وقت بیچنا جائز نہیں جب مشتری اول نے کیل، وزن یا عدد کے ساتھ خریدی ہوں، اگر اس نے اٹکل کے ساتھ خریدی تو بغیر قبضہ کے بیچنا بھی جائز ہو گا۔

"أَنَّ الطَّعَامَ الْمَنْهِيَّ عَنْ بَيْعِهِ قَبْلَ قَبْضِهِ هُوَ مَا أُخِذَ بِكَيْلٍ، وَاحْتَرَزَ بِهِ مِنْ الطَّعَامِ الَّذِي أُخِذَ جُزَافًافَإِنَّهُ يَجُوزُ بَيْعُهُ قَبْلَ قَبْضِهِ"[15]

"قبضہ کرنے سے پہلے کھانے کی چیزوں سے منع اس وقت ہے جب اس کو کیل کے ذریعے خریدا جائے، اس سے وہ طعام نکل جاتا ہے جس کو اٹکل کے ساتھ خریدے کیونکہ اس صورت میں قبضہ سے پہلے بیچنا جائز ہے۔"

امام احمدؒ کا مسلک بھی یہی ہے، ابن قدامہ حنبلیؒ نے امام احمدؒ کے بارے میں دو روایات نقل کی ہیں اور پھر علامہ ابن عبد البر نے جس قول کو راجح کہا ہے اس کو نقل کیا ہے:

"وَنُقِلَ عَنْ أَحْمَدَ، أَنَّ الْمَطْعُومَ لَا يَجُوزُ بَيْعُهُ قَبْلَ قَبْضِهِ، سَوَاءٌ كَانَ مَكِيلًا، أَوْ مَوْزُونًا، أَوْ لَمْ يَكُنْ. وَهَذَا يَقْتَضِي أَنَّ الطَّعَامَ خَاصَّةً لَا يَدْخُلُ فِي ضَمَانِ الْمُشْتَرِي حَتَّى يَقْبِضَهُ، فَإِنَّ التِّرْمِذِيَّ رَوَى عَنْ أَحْمَدَ، أَنَّهُ أَرْخَصَ فِي بَيْعِ مَا لَا يُكَالُ وَلَا يُوزَنُ مِمَّا لَا يُؤْكَلُ وَلَا يُشْرَبُ قَبْلَ قَبْضِهِ.--- قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: الْأَصَحُّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّ الَّذِي يُمْنَعُ مِنْ بَيْعِهِ قَبْلَ قَبْضِهِ هُوَ الطَّعَامُ"[16]

"امام احمدؒ سے منقول ہے کہ قبل القبض کھانے کی چیزوں میں بیع جائز نہیں خواہ وہ کیل اور وزن کے ذریعے بیچی جاتی ہو یا نہ ہو، یہ قول اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ کھانے کی چیز قبضہ کرنے سے پہلے مشتری کے ضمان میں داخل نہیں ہوتی۔ امام ترمذیؒ، امام احمدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ جو چیزیں مکیلی اور موزونی نہ ہو اور نہ کھانے پینے کی چیزوں میں سے ہو تو اس میں رخصت ہے۔ علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل کی اصح روایت وہ ہے جس میں کھانے کی چیزوں کی قبل القبض ممانعت کا تذکرہ ہے۔"

گویا امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا مسلک ایک ہے۔

امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے دلائل

پہلی دلیل

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں کھانے کی چیزوں کو قبل القبض بیچنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ امر تعبدی ہے، یعنی اگر کھانے کے علاوہ چیزوں کی بیع قبل القبض ناجائز ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نے پہلی قسم کے احادیث میں اشیاء خوردنی کی تخصیص کیوں فرمائی، لہذا یہ معلول بعلة نہیں ہے۔

دوسری دلیل

نبی کریم ﷺ نے سد الزرائع کے طور پر اشیاء خوردنی کو قبل القبض بیچنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ اکثر کھانے کی چیزیں فاسد ہو جاتی ہیں۔ ان دونوں دلائل کو علامہ صاوی مالکیؒ نے یوں بیان کیا ہے:

"قِيلَ: تَعَبُّدٌ، وَقِيلَ: مَعْقُولَةُ الْمَعْنَى مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ رُبَّمَا أَدَّى لِفَسَادٍ فَنَهَى الشَّارِعُ عَنْهُ سَدًّا لِلذَّرِيعَةِ"[17]

"بعض کے نزدیک یہ حکم امر تعبدی ہے اور بعض کہتے ہیں یہ ممانعت عقلی ہے اس طور پر کہ اکثر یہ فساد کا ذریعہ بنتی ہیں، لہذا رسول اللہ ﷺ نبی کریم ﷺ نے سد الزرائع کے طور پر اس سے منع فرمایا۔"

امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک

امام شافعیؒ نے ان احادیث کو مد نظر رکھا ہے جن میں مبیعہ کے مطلقا قبل القبض سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ مسند احمد میں حضرت حکیم بن حزامؓ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ لہذا ان کے نزدیک کوئی بھی چیز خواہ وہ منقولی ہو یا غیر منقولی، چاہے وہ کھانے کی ہو یا کسی اور غرض کی، جب تک ان پر قبضہ نہ کیا جائے ان کی بیع ناجائز ہو گی۔

یہ قول سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف بھی منسوب ہے، امام مسلمؒ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَه"[18]

"عبد اللہ بن عباس رضی اللہ فرماتے ہیں کہ میری رائے کے مطابق ہر ایک چیز کو قبل القبض بیچنے سے منع کیا گیا ہے۔"

شوافع میں علامہ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"من اشترى شيئاً، لا يجوز له بيعه قبل أن يقبضه؛ عقاراً كان أو منقولاً، باع بإذن البائع أو بغير إذنه، أدى الثمن أو لم يؤده"[19]

"جو شخص کسی چیز کو خریدے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ قبضہ کرنے سے پہلے اس کو بیچ دے خواہ وہ زمین (غیر منقولہ) ہو یا منقولہ، بائع کی اجازت کے ساتھ بیچے یا بغیر اجازت کے، ثمن ادا کیا ہو یا ادا نہ کیا ہو۔"

اسی طرح حدیث میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی چیز مشتری کی ملکیت میں بیع کے ذریعے آئی ہو، جب تک اس نے قبضہ نہ کیا ہو اس کو آگے نہیں بیچ سکتا۔ البتہ اگر کوئی شخص وارث بن جائے تو پھر قبل القبض بیچنا جائز ہو گا۔ کتاب الام میں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَمَنْ مَلَكَ طَعَامًا بِإِجَارَةِ بَيْعٍ مِنْ الْبُيُوعِ فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ، وَمَنْ مَلَكَهُ بِمِيرَاثٍ كَانَ لَهُ أَنْ يَبِيعَه"[20]

"جو شخص بیع کے ذریعے اشیاء خوردنی کا مالک بن جائے تو جب تک اس کو نہ کر لے، اس کو نہیں بیچ سکتا، البتہ اگر میراث کے ذریعے مالک بنے تو قبضہ کرنے سے پہلے اس کو بیچ سکتا ہے۔"

صلح کے ذریعے اگر کوئی چیز کسی کی ملکیت میں آئے تو اس کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں صلح اور بیع کا حکم ایک ہے، یعنی دونوں میں قبل القبض آگے بیچنا ممنوع ہے۔

"وَالصُّلْحُ بَيْعٌ مَا جَازَ فِيهِ جَازَ فِي الْبَيْعِ"[21]

"صلح بیع کی طرح ہے، لہذا جو صلح میں جائز ہوگی وہ بیع میں بھی جائز ہوگی۔"

امام شافعیؒ کے دلائل

امام شافعیؒ کے نزدیک مندرجہ ذیل دلائل ہیں:

پہلی دلیل

امام شافعیؒ کا استدلال اُن احادیث سے ہے جن میں نبی کریم ﷺ نے مطلقا قبل القبض مبیعہ بیچنے سے منع فرمایا ہے، یعنی ان میں الطعام ااور غیر الطعام کی کوئی قید نہیں، اسی طرح ان میں انتقال کی قید بھی نہیں خواہ وہ زمین (غیر منقولی) ہو یا جائیداد (منقولی)۔

دوسری دلیل

صحابہ کرامؓ میں سے جن حضرات سے اشیاء خوردنی کی قید ثابت ہے، ان کے نزدیک بھی الطعام اور غیر الطعام کا حکم ایک ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ عباس رضی اللہ عنہ کا قول گزر چکا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: وَأَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَه[22] اور یہ بات مسلم ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی کریم ﷺ کے اغراض و مقاصد کو زیادہ پہچانتے تھے۔

"الصحابة أعرف بمقاصد الرسول صلى الله عليه و سلم"[23]

"نبی کریم ﷺ کے منشا کو زیادہ پہچاننے والے ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔"

تیسری دلیل

بیع قبل القبض کے ناجائز ہونے کی ایک علت یہ بھی ہے کہ یہ ربح ما لم يضمن کے قبیل سے ہے۔ قبضہ سے پہلے مبیعہ کا ضمان مشتری پر نہیں ہوتا، لہذا اس قسم کی بیع جس میں نفع حاصل کرنا غیر مضمون چیز سے ہو، رسول اللہ ﷺ نے اس کے منافع کو ناجائز قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"ولا ربح ما لم يضمن"[24]

"جو شخص کسی چیز کا ضامن نہ ہو، اس کے جائز نہیں کہ وہ اس چیز سے نفع اُٹھائے۔"

مبیعہ مشتری کے قبضہ میں جب تک نہ آئے وہ غیر مضمون ہوتا ہے خواہ وہ منقولی ہو یا غیر منقولی، مطعومات ہو یا غیر مطعومات، لہذا مشتری کے لیے اس سے نفع اٹھانا بھی جائز نہیں، جب تک اس کو قبضہ نہ کرلے۔

امام ابو حنیفہؒ کا مسلک

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ منقولی اشیاء کو قبل القبض نہیں بیچا جاسکتا خواہ وہ اشیاء خوردنی میں سے ہوں یا نہ ہوں، مثلاً پیتل، سونا، کپڑا وغیرہ۔ البتہ غیر منقولی اشیاء کو قبل القبض بیچنا جائز ہے۔

علامہ برہان الدینؒ حدیث بالا کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"والحديث خاص في المنقولات؛ لأن القبض حقيقة يتصور في المنقول دون العقار فينصرف الحديث إليه"[25]

"حدیث (میں جو ممانعت آئی ہے) خاص ہے منقولات کے ساتھ، کیونکہ قبضہ حقیقی منقولی اشیاء میں متصور ہوتا ہے، زمین (غیر منقولی) میں نہیں، لہذا حدیث اسی کی طرف پھیرا جائے گا۔"

لہذا حدیث صرف منقولی اشیاء کے ساتھ خاص ہوگی، اور غیر منقولی اشیاء (زمین وغیرہ) کی قبل القبض بیع حدیث کا مصداق نہیں ہوں گی۔

صاحب بدایۃ المبتدی لکھتے ہیں:

"وَمن اشْترى شَيْئا مِمَّا ينْقل ويحول لم يجز لَهُ بَيْعه حَتَّى يقبضهُ وَيجوز بيع الْعقار قبل الْقَبْض"[26]

"جو شخص منقولی چیز خریدے تو قبضہ سے پہلے اس کا بیچنا جائز نہیں، البتہ جائیداد کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچا جاسکتا ہے۔"

احناف کے دلائل

دلیل اول

قرآن عظیم میں ارشاد ربانی ہے:

"احل الله البيع وحرم الربوا"[27]

"اللہ تعالی نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دی ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں قبضہ کرنے سے پہلے مبیعہ بیچنے کی حلت کو مطلقاً ذکر کرکے حلال قرار دیا ہے۔ احادیث میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد منقولی اشیاء ہوں گی اور وہ آیت مبارکہ سے نکال دیا گیا۔ لہذا آیت کا مصداق وہ مبیعہ ہے جو غیر منقولی ہو جن کی بیع قبل القبض جائز ہوگی۔

دوسری دلیل

غیر مقبوض مبیعوں کی ممانعت کی وجہ غرر ہے۔ غرر کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"الغرر: ما يكون مجهول العاقبة لا يدرى أيكون أم لا"[28]

"غرر وہ ہے جس کا انجام مجہول ہو، یعنی اس کا ہونا اور نہ ہونا دونوں نامعلوم ہو۔"

مبیعہ قبضہ کرنے سے پہلے اس میں غرر یہ ہے کہ وہ اپنی مملوکہ چیز کو بیچ رہا ہے یا کسی دوسرے کی، اس لیے کہ اس میں یہ امکان ہے کہ بائع اول کے پاس وہ چیز ہلاک ہو جائے، لہذا جس بیع میں ایسا خطرہ اور اندیشہ ہو اس کی بیع جائز نہیں (29)، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کی بیع سے منع فرمایا ہے:

"نَهى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ"[30]

"نبی کریم ﷺ نے بیع الحصاۃ اور بیع الغرر سے منع کیا ہے۔"

ہلاکت کی صورت منقولی اشیاء میں تو ہو سکتی ہے لیکن غیر منقولی اشیاء مثلاً جائیداد وغیرہ میں نہیں۔ لہذا غیر منقولی اشیاء کو قبل القبض بیچنا جائز ہو گا۔

بیع قبل القبض کا حکم

بیع کے ناجائز ہونے کی دو صورتیں ہیں: ایک بیع فاسد اور دوسرا بیع باطل۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ بیع فاسد اصل کے اعتبار سے جائز ہوتی ہے اور وصف کے اعتبار سے ناجائز ہوتی ہے، جب کہ بیع باطل اصل اور وصف دونوں اعتبار سے ناجائز ہوتی ہے۔

"البيع الفاسد هو الصحيح بأصله لا بوصفه"[31]

"بیع فاسد اصل کے اعتبار سے صحیح اور وصف کے اعتبار سے ناجائز ہوتی ہے۔"

"البيع الباطل: هو الذي لا يكون صحيحاً بأصله"[32]

"بیع باطل وہ ہے جو اصل کے اعتبار سے صحیح نہ ہو۔"

بیع قبل القبض سے متعلق فقہاء نے تین قسم کے الفاظ استعمال کی ہیں: فاسد، باطل اور لایصح۔ جیسا کہ علامہ شامی فرماتے ہیں:

"وَالْقَبْضُ فِي بَيْعِ الْمُشْتَرَى الْمَنْقُولِ، وَفِي الدَّيْنِ، فَفَسَدَ بَيْعُ الدَّيْنِ قَبْلَ قَبْضِهِ كَالْمُسْلَمِ فِيهِ"[33]

"خریدنے والے کے لیے منقولی چیزوں کے بیچنے کے لیے ایک شرط قبضہ کرنا ہے، یہی شرط دین کے لیے بھی ہے، لہذا دین کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا فاسد ہے، جیسا کہ مسلم فیہ کا معاملہ ہے۔"

دوسری جگہ پر علامہ شامی نے اس کو باطل کہا ہے:

"بِخِلَافِ بَيْعِهِ قَبْلَهُ فَإِنَّهُ بَاطِلٌ مُطْلَقًا"[34]

صاحب بدائع نے اس سے متعلق لا یصح کی اصطلاح استعمال کی ہے:

"(وَمِنْهَا) الْقَبْضُ فِي بَيْعِ الْمُشْتَرِي الْمَنْقُولَ فَلَايَصِحُّ بَيْعُهُ قَبْلَ الْقَبْضِ"[35]

"مشتری کے لیے منقولی اشیاء کے بیچنے کے لیے ایک شرط قبضہ کرنا ہے، لہذا قبل القبض بیچنا صحیح نہیں ہو گا۔"

دونوں تعریفات کو مد نظر رکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ بیع قبل القبض بیع فاسد کے حکم میں ہے۔ جن مقامات پر فقہاء کرامؒ نے اس کو باطل کہا ہے، اس سے مراد فاسد ہے۔ اور جہاں پر اس کو "لا یصح" کہا گیا ہے، اس سے مراد بھی بیع فاسد ہو گا اگرچہ "لا یصح" کا اطلاق فاسد اور باطل دونوں پر ہوتا ہے۔

اسی طرح کا اطلاق اگرچہ فاسد اور باطل دونوں پر ہوتا ہے لیکن اس مسئلہ میں اس سے مراد فاسد ہو گا۔

قبضہ کی جدید صورتیں

1. مستقبلیات : (FUTURES)

عصر حاضر میں تجارت کی ایک خاص قسم مشہور اور رائج ہے جس کو عربی زبان میں مستقبلیات، انگریزی زبان میں فیوچر (Future) کہا جاتا ہے۔ آج کل عالمی منڈیوں (International Markets) میں تجارت کی جتنی صورتیں ہیں، ان میں اس صورت کو بہت رواج مل گیا ہے۔

انسائکلوپیڈیا آف برٹانیکا نے مستقبلیات کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی ہے:

"Commercial contracts calling for the purchase or sale of speciefide qualities of commodities at specified future dates."

"مستقبلیات سے مراد وہ عقد ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی چیز کی معین مقدار کو مستقبل میں کسی معین تاریخ میں بیچا یا خریدا جائے۔"

اس بیوعات کے لیے خاص بازاروں کا انعقاد ہوتا ہے جس کو عربی میں "سوق تبادل السلع" اور انگریزی میں (Commodity Exchange) کہا جاتا ہے۔ جو شخص فیوچر کنٹرکٹ کرنا چاہے تو اس کے لیے اس بازار کا ممبر ہونا ضروری ہے، اس کے بعد وہ منتظمین کے پاس اپنا اکاؤنٹ کھلوائے گا۔

مستقبلیات کا مقصد

اس معاملے کے استعمال کے دو (۲) قسم کے لوگ ہوتے ہیں:

ایک وہ جو نفع کی امید پر اپنا مال داؤ پر لگاتے ہیں جن کو (Spaculator) کہا جاتا ہے، عربی میں اس کو مخاطر کہا جاتا ہے۔ اس کا مقصد خرید و فروخت نہیں ہوتا بلکہ قیمت خرید اور قیمت فروخت کے درمیان فرق کو بطور نفع وصول کرنا ان کا مقصد ہوتا

ہے۔ دوسری قسم کے لوگوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ مستقبل میں اس کے نفع کی حفاظت کی جائے، تاکہ آئندہ نقصان سے بچ سکے، اس کو انگریزی میں (Hedging) اور عربی میں تامین الربح کہا جاتا ہے۔

اس بیع کا مقصد عقد میں مبیع کی سپردگی اور اس پر قبضہ مقصود نہیں ہوتا بلکہ بلکہ یا تو نفع کی امید پر اپنا مال داؤ پر لگانا یا کسی غائب سودے کے نفع کی ضمانت مقصود ہوتی ہے۔

شرعی حکم

امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک اگر مستقبلیات میں مطعومات کو مبیعہ بنایا جائے تو بیع ناجائز ہوگی، البتہ اگر مطعومات کے علاوہ کسی اور چیز کو مبیعہ بنایا جائے تو جائز ہوگی۔

امام شافعی رحمہ اللہ اور احناف کے نزدیک مستقبلیات کنٹرکٹ شرعی اعتبار سے ناجائز ہے کیونکہ اس معاملے میں ایسی چیز کی خرید و فروخت ہوتی ہے جو بائع کی ملکیت میں آئی ہی نہیں یعنی اس نے قبضہ ہی نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس قسم کے بیع سے منع فرمایا ہے، جس طرح کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ کی حدیث اوپر گزر گئی[36]۔

2. ٹوکن قبضہ کرنے کے بعد زمین کی بیع

عصر حاضر میں زمین کی بیع و شراء کا طریقہ یہ رائج ہے کہ زمین کا مالک، مشتری کو زمین بیچتا ہے، پھر بیعانہ کے طور پر اس سے کچھ رقم وصول کر لیتا ہے، جس کو مارکیٹنگ (Marketing) میں ٹوکن سے یاد کیا جاتا ہے۔ پوری قیمت کی ادائیگی زمین کی رجسٹریشن کے بعد ہوتی ہے۔ مدت پوری ہونے سے پہلے پہلے مشتری اس زمین کو کسی تیسرے شخص کو بیچ دیتا ہے۔ اس سے حاصل شدہ منافع مشتری اول اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور بائع اول کو اصل قیمت مقررہ وقت پر ادا کر دیتا ہے۔

شرعی حکم

شریعت کے اصول کے مطابق یہ بیع ناجائز ہے کیونکہ عرف میں صرف ٹوکن سے مشتری کا ملک ثابت نہیں ہوتا، لہذا زمین مشتری اول کے ملک اور قبضہ میں آئی نہیں تو اس کو بیچنا بھی ناجائز ہوگا۔ اس بیع میں دھوکہ و غرر بھی ہے، ہو سکتا ہے مشتری اول مقررہ مدت سے پہلے پہلے دیوالیہ ہو جائے اور بیع اول پوری نہ ہو سکے۔

3. عصر حاضر میں برآمدات (Export)

بیرون ملک جو چیزیں آرڈر کے ذریعے بیچی جاتی ہیں، اس کو برآمدات کہتے ہیں۔ برآمدات میں بعض اوقات مبیعہ بائع کی ملکیت میں ہوتا ہے، لیکن اکثر اوقات آرڈر کے وقت وہ سامان پاس موجود نہیں ہوتا بلکہ یا تو بازار سے خریدا جاتا ہے، یا اپنے یا دوسرے کے کارخانے سے بنانا پڑتا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ مبیعہ بائع کے قبضے میں موجود نہیں تو اس بیع کا شرعی حکم کیا ہوگا؟

شرعی حکم

امام احمدؒ اور امام مالکؒ کے دلائل کی روشنی میں مذکورہ بیع ناجائز ہوگی بشرطیکہ اشیاء خوردنی کو برآمد کیا جائے، اگر اشیاء خوردنی کے علاوہ ہو تو پھر قبل القبض بھی جائز ہوگی۔

امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ کے نزدیک مطلقا ناجائز ہوگی، لیکن فقہاء کرام نے بیع کے قریب ایک صورت لکھی ہے جس کو وعدۂ بیع (Agreement to Sell) کہا جاتا ہے۔ پاکستانی قانون، قانون بیع مال(Sale of Goods Act 1930) میں بھی اس کا تذکرہ پایا جاتا ہے:

> "Where by a c0ntract of sale the seller purports t0 eff0rt a present sale of future g00ds, the c0ntract operates as an agreement t0 sell the g00ds [37].
>
> "وہ مال جو معاہدہ بیع کا مضمون ہوتا ہے، بائع کے قبضہ میں موجود مال بھی ہو سکتا ہے اور آئندہ مال کے بیچنے کا معاہدہ بھی۔"

بیع اور وعدۂ بیع(Agreement t0 Sell) میں فرق

وعدۂ بیع میں جو چیز بیچی جارہی ہے، اس کی ملکیت کا حق مشتری کو منتقل نہیں ہوتا جب تک بیع حقیقۃ وجود میں نہ آئی ہو۔ گویا یہ فریقین کے درمیان ایک وعدہ ہوتا ہے، جب کہ بیع میں مشتری مالک بن جاتا ہے۔

اسی طرح بیع تام ہونے کے بعد بائع مبیعہ کسی اور کو نہیں بیچ سکتا، لیکن وعدۂ بیع میں وہ کسی اور کو بیچ سکتا ہے البتہ اتنا کہا جائے گا کہ بائع نے اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کی۔ اس کے مدمقابل بیع تام ہونے کے بعد بائع کا اختیار مکمل ختم ہو جاتا ہے۔

اسی طرح اگر وعدۂ بیع کے بعد بائع مفلس ہو جائے تو مشتری یہ نہیں کہ سکتا کہ فلاں چیز مجھے دی جائے کیونکہ میں نے اس کو خریدا تھا کیونکہ یہ وعدۂ بیع ہے نہ کہ بیع۔ اگر یہ صورت بیع تام میں پائی جائے تو وہ چیز مشتری کے حوالہ کی جائے گی [38]۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ پاکستانی قانون(Sale of Goods Act 1930) کے مطابق برآمدات کی مروجہ صورت بیع میں داخل ہوگی کیونکہ پاکستانی قانون میں وعدۂ بیع (Agreement to sell) کو بیع میں شمار کیا گیا ہے لیکن شرعی اعتبار سے اس کو بیع کہنا مشکل ہے، کیونکہ بیع کے لیے مبیعہ بائع کی ملکیت میں ہونا ضروری ہے۔

4. عصر حاضر میں شیئرز کا قبضہ

عربی میں شیئر کو سہم اور اردو میں حصہ کہا جاتا ہے۔ جب کوئی کمپنی وجود آتی ہے تو لوگوں کو خریدنے کی دعوت کے لیے بازار میں شیئرز فلوٹ کرتی ہے۔ جو شخص بھی ان شیئرز کو خریدے گا وہ اس کمپنی کا حصہ دار بن جاتا ہے۔ عصر حاضر میں

شیئرز کی خرید وفروخت بہت زیادہ ہے، کیا اس میں حصہ دار اپنے شیئرز پر قبضہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ ڈیلیوری اور سرٹیفکیٹ ملنے سے پہلے پہلے اس حصص کو آگے بیچتا ہے۔

شرعی حکم

شرعی اعتبار سے جب ضمان مشتری کو منتقل ہو جائے تو مشتری کا قبضہ ثابت ہو جاتا ہے۔ جو حصص مشتری خرید تا ہے، خریدنے کے ساتھ وہ ان کا مالک بن جاتا ہے، سرٹیفکیٹ تو صرف ان حصص کی شہادت اور ثبوت ہے۔ لہذا اگر کمپنی کے حصص ہلاک ہو جائے تو مشتری اس کا ضامن ہوتا ہے گویا اس میں حقیقی قبضہ تو نہیں پایا جاتا لیکن مشتری کا حکمی قبضہ پایا جاتا ہے۔ لہذا ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ بیع جائز ہوگی۔

5. فاریکس ٹریڈنگ کا مفہوم

سونا، چاندی اور کرنسی کی آن لائن تجارت کو فاریکس ٹریڈنگ کہا جاتا ہے۔ فاریکس ٹریڈنگ میں صارف بلا واسطہ خریداری نہیں کر سکتا، بلکہ وہ کمپنی کے ذریعے خریداری پر مجبور ہوتا ہے۔

فاریکس ٹریڈنگ سونا، چاندی اور کرنسی کی آن لائن تجارت کو کہتے ہیں۔ فاریکس ٹریڈنگ میں آدمی بلاواسطہ خود خریداری نہیں کر سکتا، بلکہ کمپنی کا واسطہ ضروری ہوتا ہے۔اس کاروبار میں خرید وفروخت کے تمام مراحل بروکر کمپنی کے واسطے سے ہی پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ کمپنی ہر خریداری پر پچاس سے ساٹھ ڈالر وصول کرتی ہے۔

اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ صارف فاریکس اسکیم کا رکن بن جاتا ہے۔ کمپنی دس ہزار (۱۰۰۰۰) ڈالر میں سے دو ہزار (۲۰۰۰) ڈالر اپنے پاس بطور ضمانت رکھ لیتی ہے، تاکہ نقصان کی صورت میں اس کو پورا کیا جاسکے۔ رکن بننے کے بعد کمپنی صارف کی رہنمائی کرتی ہے کہ کس وقت کون سی چیز خریدنا زیادہ مناسب اور فائدہ مند ہے۔

فاریکس ٹریڈنگ میں مبیعہ کی کم سے کم مقدار متعین ہوتی ہے، جس کو اس کاروبار کی اصلاح میں لاٹ (Lot) کہا جاتا ہے۔ سونے کی ایک لاٹ سو (۱۰۰) اونس اور چاندی کی ایک لاٹ ایک ہزار (۱۰۰۰) اونس ہوتی ہے۔

کوئی صارف اگر ایک لاٹ خریدنا چاہے تو وہ کمپنی سے رابطہ کر کے کمپنی اس کے لیے لاٹ خرید لیتا ہے جس کی اطلاع صارف اور مشتری کو دے دی جاتی ہے۔

اس کاروبار میں مشتری حسی طور پر مبیعہ پر قبضہ نہیں کرتا اور نہ بیچنے والا کسی کرنسی کو اپنے قبضہ میں لیتا ہے، بلکہ یہ مکمل طور پر گھر بیٹھے بیٹھے انٹرنیٹ کے ذریعے عمل میں لایا جاتا ہے۔ صارف کے اسکرین پر یہ ظاہر کر دیا جاتا ہے کہ فلاں صارف ایک لاٹ کا مالک بن گیا۔اور بیچنے والے کے اکاؤنٹ میں رقم منتقل ہو جاتی ہے۔ نفع اور نقصان کا فرق آخر میں برابر کر دیا ہے۔

شرعی حکم

مذکورہ بالا صورت شرعی طور پر ناجائز ہے کیونکہ مبیعہ پر بائع کا قبضہ ضروری ہے اگر وہ اس کو آگے بیچنا چاہے۔ فاریکس ٹریڈنگ میں قبضہ پایا ہی نہیں جاتا بلکہ مبیعہ کا وجود ہی نہیں۔

خلاصہ بحث و نتائج

اسلام نے عبادات کے ساتھ معاملات میں انسان کو آزاد نہیں چھوڑا بلکہ ان کے احکام بیان کئے ہیں۔ قدیم فقہی ذخیرے کو بروئے کار لاکر عصر حاضر کے معاملات کا حکم معلوم کیا جا سکتا ہے۔ راقم کے نزدیک پاکستان میں مروجہ وضعی قانون (قانون بیع مال ۱۹۳۰ء) میں قبضہ سے متعلق دفعہ ۶ شرعی قانون کے موافق نوٹ نہیں کیا گیا۔ مستقبلیات کنٹرکٹ، ٹوکن قبضہ کرنے کے بعد زمین کی بیع، برآمدات کی بیع اور فاریکس ٹریڈنگ میں بائع کی مبیعہ پر قبضہ نہ پائے جانے کی وجہ سے آگے بیچنا جائز نہیں، البتہ کمپنی کے شیئرز میں بائع کا قبضہ تام ہوتا ہے، لہذا اس کی بیع و شراء جائز ہو گی۔

حواشی و حوالہ جات

1 سورۃ البقرۃ 2: 208

2 کاسانی، علاءالدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دار الکتب العلمیۃ 1986ء) 5: 148

3 ابن عابدین محمد امین بن عمر شامی ردالمحتار (بیروت: دار الفکر، بیروت، 1992ء) 4: 562

4 امام مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب البیوع (بیروت: دار الجیل، (س-ن)) باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم الحدیث (1525)

5 صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم الحدیث (1525)

6 صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم الحدیث (1525)

7 صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم الحدیث (1527)

8 صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم الحدیث (1526)

9 مسند احمد، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند حکیم بن حزام، رقم الحدیث (15311)

10 الترمذی، محمد بن عیسی ترمذی، سنن الترمذی (بیروت: داراحیاء التراث العربی، (س-ن) ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراہیۃ مالیس عندک، رقم الحدیث (1234)

11 امام طحاوی، شرح معانی الاثار (بیروت: عالم الکتب، 1995ء) باب ما نہی عن بیعہ حتی یقبض، رقم الحدیث (5642)

12 امام حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1990ء) کتاب البیوع، رقم الحدیث (2271)

13 الصاوی، ابو العباس احمد بن محمد مالکی، بلغۃ السالک لاقرب المسالک المعروف بحاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر (مطبع و سن اشاعت نامعلوم)

14 مختصر العلامہ خلیل، خلیل بن اسحاق بن موسی مالکی مصری (قاہرہ: دار الحدیث، قاہرہ، 2005ء) ص: 158

15 محمد بن عبد اللہ خرشی مالکی، شرح مختصر خلیل، (بیروت: دار الفکر (س-ن)

16 المغنی، ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی (بیروت: مکتبۃ القاہرۃ، 1388ھ) 4: 83

17 بلغۃ السالک لاقرب المسالک المعروف بحاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر 3: 205

18 صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم الحدیث (1525)

19 امام بغوی، محیی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی شافعی، التہذیب فی فقہ الامام الشافعی (لبنان: دار لکتب العلمیۃ، 1418ھ) 3: 405

20 امام شافعی، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی قرشی، کتاب الام، (بیروت: دار المعرفۃ، بیروت، 1410ھ) 3: 71

21 نفس مصدر 3: 232

22 صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم الحدیث (1525)

23 امام شوکانی، محمد بن علی شوکانی، نیل الاوطار (مصر: دار الحدیث، 1993ء) 5: 190ء

24 امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو نقل کرکے حسن صحیح کہا ہے۔ [سنن الترمذی، ابواب البیوع، باب فی کراہیۃ بیع مالیس عندک، رقم الحدیث: 1234]

25 ابو المعالی برہان الدین محمود بن احمد حنفی، المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 2004ء) 6: 277

26 برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، بدایۃ المبتدی، (قاہرہ: مکتبۃ محمد علی صبح، (س-ن) ص: 138

27 سورۃ البقرۃ 2: 272

28 الجرجانی، علی بن محمد، کتاب التعریفات (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1403ھ) ص: 161

29 برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، الہدایۃ، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، بیروت (س-ن) 5: 59

30 صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع الحصاۃ والبیع الذی فیہ غرر، رقم الحدیث (1513)

31 محمد عمیم احسان برکتی، التعریفات الفقہیۃ (لبنان: دار الکتب العلمیۃ، 2003ء) ص: 48

32 التعریفات الفقہیۃ: 47

33 رد المحتار 4: 505

34 رد المحتار 5: 148

35 بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع 5: 180

36 عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَأْتِينِي الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي الْبَيْعَ، لَيْسَ عِنْدِي مَا أَبِيعُهُ، ثُمَّ أَبِيعُهُ مِنَ السُّوقِ فَقَالَ: لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ [ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند احمد،(بیروت: مؤسسۃ الرسالہ،1422ھ)مسند حکیم بن حزام، رقم الحدیث(15311)

37 Sale of Goods Act 1930, Chapter : 2, Section: 6

38 مفتی تقی عثمانی، فقہی مقالات،(کراچی: میمن اسلامک پبلشرز،1999ء)3: 72- 74